خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَهٗ

”تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے“ (بخاری)

کیا قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ضروری نہیں؟

مولانا شمس پیرزادہ رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹ محمد علی روڈ ممبئی ۳

IDARA DAWATUL QUR'AN

59,Muhammed Ali Road mumbai -400003

Phone: 23465005

اسپیشل ایڈیشن ۵۰۰۰

مئی ۲۰۱۶ء

Price: 6/-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور جو بلا لحاظ قوم و ملک اور زمان و مکان رہتی دنیا تک، تمام لوگوں کے لئے تذکیر و ہدایت ہے۔ اور اہل ایمان کے لئے نہ صرف تذکیر و ہدایت ہے، بلکہ شفاء و رحمت بھی۔ اس ایمان کا تقاضا تو یہ تھا کہ مسلمان اس سے شعوری تعلق پیدا کرتے، اس کو سمجھنے کی کوشش کرتے، اس کی آیتوں پر غور و فکر کرتے، اس سے علم کی روشنی حاصل کرتے، اس کی مخلصانہ پیروی کرتے اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرتے، جو اس کتاب نے ان پر عائد کی ہیں۔ مگر مسلمانوں کا حال بہت عجیب ہے۔ وہ اس کتاب کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے نزدیک اس پر ایمان لانا اور اس کی تلاوت کرتے رہنا کافی ہے۔ نتیجہ یہ کہ عملاً ان کا تعلق قرآن سے کمزور ہو کر رہ گیا ہے۔ کتاب و سنت کو جو مرکزیت حاصل ہونا چاہئے تھی، اس کی جگہ شخصیتوں اور ان کی کتابوں نے لے لی ہے۔ یا پھر وہ من مانی کرنے کے لئے بالکل آزاد ہو گئے ہیں۔ اور یہ صورتِ حال ایسی نہیں کہ اس پر سے ہم سرسری طور سے گزر جائیں۔ بلکہ اس کے اسباب کا گہرا جائزہ لینے اور ان ذہنی رکاوٹوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے، جو اس سلسلہ میں پائی جاتی ہیں۔

عربی نہ جاننے کا عذر

عام طور سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ اور ہم عربی سے نابلد ہیں، اس لئے اس کے معنی و مفہوم کو جاننے کی کوشش کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں۔ یہ عذر اس صورت میں قابل لحاظ ہو سکتا تھا، جب اس کے معنی و مفہوم کو جاننے کے وسائل موجود نہ ہوتے۔ مگر آج جب کہ ہر طرح کے وسائل موجود ہیں، یہ عذر کیا معنی رکھتا ہے؟ موجودہ دور میں تعلیم عام ہو گئی

ہے۔اور طباعت کے جدید طریقوں نے کتابوں کی نشر واشاعت کے لئے بڑے وسائل فراہم کر دیئے ہیں۔اور جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے، اس کا ترجمہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں موجود ہے۔ نیز متعدد زبانوں میں تفسیر بھی۔ پھر ان سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ کیا ہے؟

آج آدمی کو اپنا کیریئر بنانے کیلئے کتنا کچھ پڑھنا پڑتا ہے! کالج کا ایک طالب علم جتنی کتابیں پڑھتا ہے اور جس گہرائی کے ساتھ ان کا مطالعہ کرتا ہے، نیز اپنی عمر کا جو حصہ تعلیم کے حصول میں صرف کرتا ہے وہ کتنا مشکل کام ہے؟ یہ سب کچھ اپنی دنیا بنانے کیلئے گوارا کیا جاتا ہے، مگر اپنی آخرت بنانے کے لئے قرآن کا مطالعہ کرنے کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔ اللہ کی کتاب ہی ایک ایسی کتاب ہے، جس کا علم حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس وقت نہیں ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جہاں متعدد زبانیں سیکھ لی جاتی ہیں، عربی زبان سیکھنے کی بھی کوئی صورت نکال لی جاتی، جس سے کلام الٰہی کو براہِ راست سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی۔ اور جب نماز میں قرآن پڑھا جاتا، تو اس کے معنی ذہن میں اترتے چلے جاتے اور اس کی حلاوت سے ایمانی کیفیت پیدا ہو جاتی۔

لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ صبح اٹھتے ہی اخبار پڑھتے ہیں، پھر اپنے ذوق کے مطابق رسالوں اور کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کو دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے لئے فرصت ہے مگر نہیں فرصت تو ایک اللہ کی کتاب ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کے لئے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے! کیا ان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ روزانہ نماز فجر کے بعد آدھ گھنٹہ ہی قرآن کریم کی تلاوت، اس کے مطالعہ اور اس پر غور وفکر کے لئے مخصوص کرلیں؟ یہ کیسی مصروفیت ہے کہ دنیا کی ہر چیز سمجھنے کے لئے وقت ہے۔ لیکن وقت نہیں ہے تو کتاب الٰہی کو سمجھنے کے لئے!

جب کسی شخص کے پاس اس کے دوست کا خط کسی ایسی زبان میں آتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا، تو وہ کسی جاننے والے سے پڑھوالیتا ہے۔ لیکن رب العالمین نے جو پیغام اپنے بندوں کے نام بھیجا

ہے، اس کو جاننے کی فکر اس کو نہیں ہوتی۔

کیا قرآن صرف علماء کے سمجھنے کے لئے ہے؟

مسلمانوں کا ایک گروہ یہ خیال کرتا ہے کہ قرآن صرف علماء کے سمجھنے کیلئے ہے۔ رہے عوام تو بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھ لینا ان کیلئے کافی ہے۔ مگر یہ خیال نہ صرف غلط، بے بنیاد اور قرآن کی روشنی سے لوگوں کی محرومی کا باعث ہے، بلکہ ان کو بزرگ پرستی میں مبتلا کرنے کا سبب بھی۔

کون نہیں جانتا کہ قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہی اقــــراء سے ہوا ہے، جس کے معنی ہیں پڑھ۔ اور پڑھنے سے مراد قرآن ہی کا پڑھنا ہے، نیز اس میں سمجھ کر پڑھنے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ کیوں کہ قرآن ایک مقصدی کتاب ہے، جس کو سمجھے بغیر کس طرح اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے گا؟ پڑھنے کا یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہر شخص کو، جس تک قرآن پہنچا دیا گیا ہے، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، خواص میں ہو یا عوام میں سے اور عالم ہو یا غیر عالم، اس میں کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔

قرآن تو اپنے نزول کا مقصد ہی لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (تا کہ تم سمجھو) بتاتا ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ اس کتاب کو صرف علماء ہی سمجھ سکتے ہیں سراسر غلط ہے۔

قرآن اپنے عام فہم ہونے کی خود صراحت کرتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (سورہ قمر۔۱۷)

’’اور ہم نے قرآن کو آسان بنایا نصیحت کے لئے، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟‘‘

قرآن کی اس صراحت کے باوجود یہ کہنا کہ یہ کتاب صرف علماء کے سمجھنے کیلئے ہے، بڑی جسارت کی بات ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جو شخص بھی نیک نیتی کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرے گا، خواہ وہ کتنا ہی کم علم کیوں نہ ہو، اس کی تذکیر سے فائدہ اٹھائے بغیر نہیں رہے گا۔ اور یہی قرآن کا اوّلین

مقصد ہے:

وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ (سورہ بقر:۲۲۱)

’’اوروہ اپنی آیتیں لوگوں کیلئے صاف صاف بیان کرتا ہے، تا کہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔‘‘

وَلَقَدْضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِی هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔(سورۂ زمر۔۲۷)

’’ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثالیں بیان کیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔‘‘

كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (سورۂ مدثر۔ ۵۴۔۵۵)

’’نہیں، یہ تو یاددہانی ہے، تو جو چاہے یاددہانی حاصل کرے۔‘‘

اور قرآن عالموں کیلئے تو کیا مسلمانوں کیلئے بھی مخصوص نہیں ہے، بلکہ وہ تمام انسانوں کیلئے کتابِ ہدایت ہے۔اور اس کا تقاضا ہے کہ لوگ اس کا مطالعہ کریں اوراس میں تدبّر کریں:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ (سورۂ بقرہ۔۱۸۵)

’’رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔‘‘

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۂ ص۔۲۹)

’’ یہ کتاب ہم نے تم پر نازل کی ہے، برکت والی، تا کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور اہل دانش نصیحت حاصل کریں۔‘‘

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِمَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتَابِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (سورۂ بقرہ۔۱۵۹)

’’ جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، درآنحالیکہ ہم ان کو کتاب میں لوگوں کے لئے بیان کر چکے ہیں، ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے

بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔‘‘

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (سورۂ محمد۔ ۲۴)

’’کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟‘‘

قرآن میں کافروں کو بھی آیتیں سنانے کا حکم دیا گیا ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ (سورۂ انعام۔۱۵۱)

’’کہو، آؤ میں تمہیں سناؤں، تمہارے رب نے کیا چیزیں تم پر حرام کی ہیں۔‘‘

وَاَنْ اَتْلُوَ الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ (سورۂ نمل۔۹۲)

’’ (اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ) قرآن پڑھ کر سناؤں۔جو ہدایت اختیار کرے گا وہ اپنی ہی بھلائی کے لئے کرے گا۔‘‘

یہاں تک کہ عین جنگ کے موقع پر بھی اگر کوئی مشرک کلامِ الٰہی سننے کی غرض سے امان طلب کرے، تو اسے امان دیکر کلام الٰہی سنانے کا حکم دیا گیا ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۔ (سورۂ توبہ۔۶)

’’اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے امان طلب کرے، تو اسے امان دیدو، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔ یہ اسلئے کہ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔‘‘

مگر تعجب ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ، مسلمانوں ہی پر قرآن فہمی کا دروازہ بند کر دینا چاہتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اگر لوگ قرآن کا ترجمہ پڑھتے رہے، تو وہ فتنہ کا شکار ہو جائیں گے۔ گویا ان کے نزدیک بے سمجھے بوجھے قرآن پڑھتے رہنے سے مسلمانوں کے کسی فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے ان کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یہ

الٹی منطق ہے، جسے وہ پیش کررہے ہیں۔اگران کا یہ اندیشہ صحیح ہے،تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ علماء نے قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی زحمت کیوں گوارا فرمائی؟ کیا یہ تراجم علماء ہی کے پڑھنے کے لئے لکھے گئے ہیں؟ مولانا شاہ عبدالقادر، مولانا محمود الحسن، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا فتح محمد جالندھری، مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر علمائے کرام نے قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر کی جوگراں قدر خدمات انجام دی ہیں، ان سے کن لوگوں کو فائدہ پہنچانا، ان کے پیش نظر تھا؟ عربی داں لوگوں کو یا اردوداں طبقہ کو؟ اگران علماء کے نزدیک ترجمہ پڑھنے سے فتنہ کا احتمال ہوتا تو وہ سرے سے ترجمہ کرتے ہی نہیں۔رہا ترجموں میں اختلاف کا مسئلہ تو اگر ترجمہ کی صحت کی طرف سے اطمینان کر لیا گیا ہے، تو ترجموں کے جزوی اختلاف کو جو ہر مترجم کی فہم کے اعتبار سے ہوتا ہے، اتنی اہمیت نہیں دی جاسکتی کہ لوگوں کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ سرے سے ترجمہ پڑھیں ہی نہیں۔آج پڑھے لکھے مسلمانوں کی ایک تعداد ایسی ضرور ہے، جو قدیم اور جدید اردو ترجموں سے استفادہ کر رہی ہے۔ان کے با ترجمہ قرآن پڑھنے سے کونسا فتنہ پیدا ہوا؟ پھر جو لوگ قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے اور سنانے میں فتنہ محسوس کرتے ہیں، وہ بزرگوں اور عالموں کی لکھی ہوئی کتابوں کے پڑھنے اور سنانے میں فتنہ کیوں نہیں محسوس کرتے؟ جب کہ ان میں بہ کثرت اختلافی باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور بعض کتابوں میں تو ضعیف اور موضوع حدیثوں کی بھر مار ہے۔ بزرگوں کی غلو آمیز تعریف، بے سروپا حکایتوں اور خوش فہمی پیدا کرنے والے خوابوں نے دین کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اپنے حلقہ کے علماء کی کتابوں کے مطالعہ کے مقابلہ میں قرآن کریم کے مطالعہ پر زور دیا جائے۔لوگوں کا رشتہ قرآن کریم سے جتنا مضبوط ہوگا، اصلاح کا کام اتنا ہی آسان ہوگا۔وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کے جب عادی ہوں گے تو ان کو علم کی روشنی میسر آئے گی۔اور ان کا کلی اعتماد انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں پر نہیں ہوگا۔

دینی اجتماعات درس قرآن سے خالی

یہ بات بھی عجیب ہے کہ مسجدوں میں دینی اجتماعات کئے جاتے ہیں، جن میں بزرگوں کی کتابیں تو بڑے اہتمام سے پڑھی جاتی ہیں، لیکن درس قرآن کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا۔اگر درس دینے کے لئے کوئی قابل آدمی موجود نہیں ہے، تو کسی بھی ترجمہ وتفسیر میں سے جس پر اطمینان ہو پڑھ کر سنایا جاسکتا ہے، تا کہ اللہ کا کلام معنی ومفہوم کے ساتھ لوگوں کے سامنے آئے۔اور یہ چیز دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور مؤثر ہوسکتی ہے۔لیکن فضائل بیان کرنے والوں کو قرآن کی یہ فضیلت دکھائی نہیں دیتی۔اگر کہیں درسِ قرآن دیا جارہا ہو تو انہیں اس سے دلچسپی نہیں ہوتی۔لیکن اگران کے اپنے حلقہ کی کوئی کتاب پڑھ کر سنائی جارہی ہو، تو گہری دلچسپی کے ساتھ اس کو سنتے ہیں۔سوچنے کی بات ہے کہ قرآن کو کیا مقام دیا جانا چاہئے تھا اور ان لوگوں نے کیا مقام دے رکھا ہے!

کیا غیر مسلموں کو مترجم قرآن دینا جائز نہیں؟

جب تبلیغ کی غرض سے قرآن کریم ترجمہ وتفسیر کے ساتھ غیر مسلموں کو پیش کیا جاتا ہے، تو بعض لوگ اس پر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کو چھونے کیلئے پاک ہونا ضروری ہے، اس لئے قرآن غیر مسلموں کو دینا جائز نہیں۔قرآن کو چھونے کے جو آداب اہل ایمان کیلئے ہیں وہ غیر مسلموں کیلئے نہیں ہوسکتے۔ایک مسلمان کیلئے جو جنابت کی حالت میں ہو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، جب تک کہ وہ غسل نہ کرلے۔لیکن یہ قید غیر مسلم کیلئے نہیں ہوسکتی۔چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ بن اثال کو جو کافر تھا اور اسیر بن کر آیا تھا مسجد نبوی میں ستون سے بندھوا دیا تھا۔اسی طرح قیصر وکسریٰ کو جو دعوتی خطوط، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجے تھے ان میں قرآن کی آیات درج تھیں۔معلوم ہوا کہ تبلیغ کی غرض سے قرآن کا کوئی حصہ یا پورا قرآن غیر مسلموں کو دیا

جا سکتا ہے۔ وہ اگر اس کے ساتھ کوئی ناروا سلوک کرتے ہیں، تو اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہے۔ البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اس کی توہین کریں گے تو پھر اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ موجودہ زمانہ میں طباعت کی ترقی نے مترجم قرآن کو سہل الحصول بنا دیا ہے۔ غیر مسلم بھی آسانی سے مکتبوں سے اس کی کاپیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ اب کیا مکتبہ والوں کو اس کا پابند بنایا جائے گا کہ وہ غیر مسلموں کے ہاتھ مترجم قرآن فروخت نہ کریں۔ صورت حال تو یہ ہے کہ غیر مسلموں کے پریس میں قرآن چھپتا ہے۔ اور غیر مسلم اشاعتی ادارے اسے شائع بھی کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے۔ لیکن جہاں غیر مسلموں کو قرآن کے پیغام سے روشناس کرانے کے لئے مترجم قرآن دینے کی بات آتی ہے، تو کچھ لوگ اس پر معترض ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اعتراض دعوت و تبلیغ کے کام میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

کیا قرآن کی تلاوت باعثِ اجر نہیں؟

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا اس کا منشاء ہرگز یہ نہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت کو بے وقعت قرار دیا جائے۔ قرآن اور حدیث میں تلاوت اور حفظ قرآن کی جو فضیلت بیان ہوئی ہے اس کے پیش نظر ایسی بات کہنا بڑی جسارت ہوگی۔ ہمیں دین کے معاملہ میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہم نے اس مسئلہ پر تفسیر ''دعوۃ القرآن'' میں سورۂ عنکبوت کی آیت اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ ''تلاوت کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔'' (عنکبوت۔ ۴۵) کی تشریح کرتے ہوئے جو نوٹ لکھا ہے وہ یہاں درج کیا جا رہا ہے:

'' حق و باطل کی اس کشمکش میں جس کا ذکر اوپر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے توسط سے آپ کے پیروؤں کو تلاوت قرآن اور اقامت صلوٰۃ کی ہدایت، اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر یہ منکرین اپنی زندگیاں تلف کر رہے ہیں تو کرنے دو۔ تمہیں اپنے اندر وہ وصف پیدا کرنا

چاہئے جو تمہاری زندگیوں کو سنوارنے والا اور تمہیں فلاحِ آخرت سے ہم کنار کرنے والا ہو۔ اور وہ وصف ہے اللہ سے گہرا تعلق۔ اور اللہ سے گہرا تعلق کتاب الٰہی کی تلاوت اور نماز کے اہتمام سے پیدا ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت کا پورا پورا فائدہ تو اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب اس کی تلاوت اس طرح کی جائے جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے۔ (یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ) یعنی سب سے پہلے آدمی کا اس پر ایمان ہو، پھر اسے سمجھنے کی کوشش کرے، غور و فکر کرے، اس سے نصیحت پذیر ہو اور اس کی رہنمائی کو قبول کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی کو اس کے مطابق بنائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ غیر عربی داں مسلمان ہر وقت ترجمہ کے ساتھ ہی قرآن پڑھیں۔ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ نماز میں صرف تلاوت ہی کی جاتی ہے ترجمہ پڑھنے کا وہاں سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اللہ کا کلام ہونے کی حیثیت سے بجائے خود عبادت ہے اور تقرب کا بہت بڑا ذریعہ۔ کیوں کہ جب کوئی شخص اس کتاب پر ایمان رکھتے ہوئے خلوص دل سے اس کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اور کلام الٰہی کی تاثیر سے اس پر خشوع طاری ہوتا ہے۔ اور یہ بہت بڑی روحانی دولت ہے۔ اسی لئے اس کے ایک ایک حرف پر اجر ملتا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کو گھٹایا نہیں جا سکتا۔ اس کا جس قدر اہتمام کیا جائے موجب اجر ہوگا۔ اس کی ترغیب قرآن میں بھی دی گئی ہے اور حدیث میں بھی۔ رہے وہ لوگ جو قرآن کی تلاوت تو خوب کرتے ہیں لیکن کبھی اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نماز کو تو لوگ پڑھتے ہیں، مگر یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ اس میں کیا پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں سورۂ فاتحہ اور رکوع و سجود کی تسبیح کے معنی بھی نہیں معلوم ہوتے۔ اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ نماز میں وہ کس چیز کا اقرار کرتے ہیں اور کس چیز کا انکار۔ جس طرح ایسی نماز ادا تو ہو جاتی ہے لیکن

اپنے ثمرات، اپنی برکتوں اور اپنے اجر کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہے، اسی طرح تلاوتِ قرآن سے عبادت کا فائدہ تو ضرور حاصل ہو جاتا ہے، لیکن اس کے معنی ومفہوم کی طرف سے بے پرواہی کے نتیجہ میں، نہ صرف یہ کہ اس عبادت کے اجر میں کمی واقع ہو جاتی ہے، بلکہ ایسا شخص قرآن سے فیضیاب نہیں ہو پاتا۔ اور اپنی تربیت، تزکیہ اور رہنمائی کیلئے جو تعلق قرآن سے قائم کرنا چاہیئے وہ تعلق قائم نہیں کر پاتا۔ اور یہ بہت بڑی محرومی ہے۔ کیا ایسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ نہ پوچھے گا کہ جب اللہ کی کتاب تمہارے پاس موجود تھی، تو تم نے اس کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کیا یہ کتاب صرف تلاوت کیلئے اتاری گئی تھی؟ یا اس لئے اتاری گئی تھی کہ تم اس سے روشنی حاصل کرو! (سورہ عنکبوت آیت ۴۵ نوٹ ۸۳)

جو لوگ بے سمجھے بوجھے قرآن پڑھنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ اس حدیث پر بھی غور فرمائیں۔

لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ (ترمذی ابواب القرأت)

''جس نے تین دن سے کم وقت میں (پورا) قرآن پڑھا اس نے کچھ نہیں سمجھا''۔

ظاہر ہے جو شخص تین دن سے بھی کم وقت میں قرآن ختم کرے گا وہ اللہ کے کلام پر سے سرسری طور سے گزر جائے گا، اور اس کے معنی ومفہوم کی طرف کوئی توجہ نہیں کرے گا۔ ایک عربی جاننے والا شخص بھی اگر ایسی قرأت کرتا ہے تو اس کو مذکورہ حدیث میں ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات خود بخود واضح ہوتی ہے کہ قرأت قرآن سے مقصود محض الفاظ کو زبان سے ادا کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کو سمجھنے کی کوشش کرنا بھی ہے۔

پھر قرآن کو سمجھ لینا بھی کافی نہیں، بلکہ اس کا اتباع اور اس پر عمل بھی ضروری ہے۔ قرآن بار بار صراحت کرتا ہے کہ آخرت کی کامیابی ان ہی لوگوں کے لئے ہے، جو ایمان لا کر عمل صالح کریں گے۔ اس لئے قرآن کی رسمی تلاوت پر اکتفا کرنا اور اس کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا،

بڑی نادانی کی بات ہے۔ قرآن میں یہود کو جنہیں کتاب الٰہی کا حامل بنایا گیا تھا مگر وہ صحیح معنی میں حامل نہیں بنے، گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں: مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (سورہ جمعہ۔۵)

''ان لوگوں کی مثال جن کو تورات کا حامل بنایا گیا تھا، پھر انہوں نے اس کا بار نہیں اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔''

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج قرآن کو سمجھنے اور اس کا علم حاصل کرنے کے سارے وسائل موجود ہوتے ہوئے مسلمانوں کی اکثریت بے سوچے سمجھے قرآن کی قرأت کرنے پر مطمئن ہو گئی ہے۔ قرآن تو اس لئے نازل ہوا ہے کہ آدمی اپنی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دے اور اس کی روشنی میں چل کر اپنی نجاتِ اخروی کا سامان کرے، مگر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے اسے مُردوں کو بخشوانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے قرآن خوانی کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں۔ کیا ان کی اس حرکت پر حدیث کی یہ تنبیہ يَفْعَلُوْنَ مَالَا يُؤْمَرُوْنَ ''وہ کام کرتے ہیں جن کا حکم انہیں نہیں دیا گیا ہے'' صادق نہیں آتی؟

قرآن کے مطالعہ کے فائدے

قرآن کے مطالعہ کے فائدے محتاجِ بیان نہیں ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں جو غفلت برتی جا رہی ہے اس کے پیش نظر کچھ باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جب کہ مسلمانوں میں عقائد کی گمراہیاں بھی عام ہو گئی ہیں، ہدایت کے اصل سرچشمہ کی طرف رجوع کرنے اور اس سے فیض حاصل کرنے کی ضرورت شدید سے شدید تر ہو گئی ہے۔ ایک طرف مادہ پرست نظریات نے خدا اور آخرت کے بارے میں سخت شبہات پیدا کر دیئے ہیں، جن سے ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بری

طرح متاثر ہے۔اور دوسری طرف علمائے دین میں جہاں حق کی طرف رہنمائی کرنے والی قابل قدر شخصیتیں موجود ہیں، وہاں عقائد کے معاملہ میں گمراہی پھیلانے والے ’’علماء‘‘ کی بھی کمی نہیں ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اولیاء کو غوث (فریادرس) اور مشکل کشا (مشکلیں دور کرنے والا) قرار دینے والے ’’علماء‘‘ ہی تو ہیں، جنہوں نے تاویل کر کے شرک کو بھی جو کبھی نہ بخشا جانے والا گناہ ہے جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اولیاء حاجت روا ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے حاجت روائی کے اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ لیکن جو شخص بھی قرآن کا صاف ذہن سے مطالعہ کرے گا وہ یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ جھوٹ اور افتراء ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیوں کہ قرآن میں اولیاء کے تعلق سے ایسی باتیں کہیں بھی بیان نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ قرآن صراحت کرتا ہے کہ غیرُ اللہ کو حاجت روائی کیلئے پکارنا سراسر شرک ہے۔ اور پہلی ہی سورہ (الفاتحہ) میں دعا کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ ’’ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں‘‘ اس دعا میں نہ واسطہ ہے اور نہ وسیلہ، جس پر ان ’’علماء‘‘ نے معرکے گرم کر رکھے ہیں۔ اسی طرح غیرُ اللہ کے لئے نذر و نیاز، درگاہ، عرس، صندل، گیارہویں کی بدعتیں اور محرم کے کھچڑے وغیرہ کی جو شریعت رائج کر دی گئی ہے، وہ اس شریعت کے صریحاً خلاف ہے، جس کی تعلیم قرآن میں نیز سنت رسول میں دی گئی ہے۔ غرضیکہ قرآن کا مطالعہ کرنے والا اگر وہ نیک نیتی سے مطالعہ کرتا ہے، خواہ وہ ترجمہ کی مدد سے ہی کیوں نہ ہو، توحید کو نکھرے ہوئے انداز میں پائے گا، اور شرک سے اپنا دامن بچا سکے گا، جو نجاتِ اخروی کے لئے اولین شرط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کے مطالعہ سے انسان کو ٹھوس اور حقیقی علم حاصل ہوتا ہے۔ جہالت دور ہوتی ہے اور علم کی روشنی اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے مقصد کو بھی سمجھنے لگتا ہے

اور یہ بھی جاننے لگتا ہے کہ اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اس کو اللہ کی معرفت بھی حاصل ہوتی ہے اور اس کا ڈر بھی پیدا ہوتا ہے۔ جو حقیقتیں ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں ان کا علم بھی حاصل ہوتا ہے، اور آخرت کی جوابدہی کا احساس بھی ابھرتا ہے۔ اللہ کے احکام و قوانین سے واقفیت بھی حاصل ہوتی ہے اور ان کی پیروی کرنے اور ان کو جاری و نافذ کرنے کی تحریک بھی پیدا ہوتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں صرف جاننا انسان کے لئے کافی نہیں ہوتا، کیوں کہ جانتے ہوئے بھی انسان خواہشات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور گناہ کے کام کرنے لگتا ہے۔ اس کو گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر قائم رکھنے کیلئے بار بار یاددہانی اور نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرتے رہنے سے یاددہانی اور نصیحت کی باتیں بار بار سامنے آتی ہیں، اور انسان کیلئے اپنی خواہشات پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ قرآن امراض قلب کیلئے شفاء ہے۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ’’اور سینوں میں جو (بیماریاں) ہیں ان کے لئے شفاء ہے‘‘ (سورہ یونس۔ ۵۷) اس لئے دل میں پیدا ہونے والے وساوس، شبہات، کبر و غرور، ریاء، حسد، بغض، کینہ، گناہ کی طرف قلب کا میلان وغیرہ امراض سے دل کو پاک کرنے اور اچھے اوصاف کو پیدا کرنے اور ان کو پروان چڑھانے کا بہترین ذریعہ قرآن ہی ہے۔ تزکیۂ نفس کے لئے کسی پیر طریقت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ قرآن اور سنتِ رسول کا مطالعہ اور ان کو پکڑے رہنا کافی ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ انسان کی اصلاح اور اس کی صحیح تربیت میں فیضِ صحبت بھی ایک اہم اور مؤثر چیز ہے۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بار بار انبیاء علیہم السلام کے احوال سامنے لاتا ہے، گویا قاری کو انبیاء کی مجلس میں لے جاتا ہے، تاکہ وہ ان سے فیضِ صحبت حاصل کرے۔ مثالی کردار رکھنے والے ان پاکیزہ نفوس کی سیرت اور ان کی عظمت کے مختلف پہلو جب سامنے

آتے ہیں، تو قرآن کا مطالعہ کرنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ اس بات پر زور دینے کے بجائے کہ قرآن کا مطالعہ کیا جائے اور اس میں انبیاء علیہم السلام کے جو تذکرے ہیں ان سے فیض حاصل کیا جائے، بزرگوں سے فیضِ صحبت حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ مگر اول تو بزرگوں کا فیضِ صحبت انبیاء علیہم السلام کے اس فیضِ صحبت کا بدل نہیں ہو سکتا جو قرآن میں ہمیں ملتا ہے۔ دوسرے یہ کہ موجودہ زمانہ میں ایسے بزرگ مشکل ہی سے ملیں گے، جو مخلص، صحیح العقیدہ، قرآنی فکر کے حامل، متقی و پرہیزگار، متبعِ سنت، اپنی انفرادی و اجتماعی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے، بدعات و خرافات اور افراط و تفریط سے بچے ہوئے ہوں۔ اب سوچئے کہ کروڑ ہا افراد کو، کن بزرگوں کے پاس بھیجا جائے، جن کی صحبت میں رہنا ایک قابلِ عمل بات ہو۔ پھر ایک قابل عمل بات کی اہمیت کو گھٹا کر ایک نا قابل عمل بات پر زور دینے سے کیا حاصل؟ ہمارے کہنے کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ عالموں، بزرگوں اور صالحین کی صحبت کو بے فائدہ قرار دیا جائے، بلکہ منشاء یہ ہے کہ فیضِ صحبت کا اصل محل انبیاء علیہم السلام ہیں، جن کے واقعات قرآن اس طرح بیان کرتا ہے کہ پڑھنے والا یا سننے والا گویا ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے فیضِ صحبت کے لئے کافی وشافی ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ قرآن تو رفعت (سربلندی) بخشنے والی کتاب ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَّ یَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (مسلم کتاب فضائل القرآن)

''اللہ اس کتاب کے ذریعے کتنی ہی قوموں کو اٹھائے گا اور کتنی ہی قوموں کو گرائے گا۔''

لیکن کیا یہ رفعت محض قرآن ناظرہ پڑھنے سے حاصل ہوگی؟ یا یہ سربلندی حاصل کرنے کیلئے

قرآن کا حامل اور علمبردار بننا ضروری ہے۔ اگر حامل اور علمبردار بننا ضروری ہے تو یہ بات اسی صورت میں ہو سکتی ہے، جب قرآن کو سمجھا جائے، اس کا علم حاصل کیا جائے اور عملاً اس کی پیروی کی جائے۔

اگر مسلمان بیدار ہوں اور قرآن سے شعوری تعلق پیدا کریں، تو اپنے کو بھی سنوار سکتے ہیں اور دوسری قوموں کو بھی آبِ حیات دے سکتے ہیں۔ دنیا میں بھی سربلند ہو سکتے ہیں اور آخرت میں بھی کامیاب و سُرخرو ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کی دعوت کو لے کر اٹھئے

اور

لوگوں کو غفلت سے بیدار کیجئے

زیرِ اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail : 9820790615
Printed at : Fatima Printers
Tilak Nagar , Saki Naka Mumbai 400070